

محبّت اہلبیت رسول ﷺ



**Huzur Shaikhul Islam
Sayyed Mohammad Madani
Ashrafi, Jilani, Kichauchvi
(Maddazillahulaali)**

**: From :
Mohaddis-E-Azam Mission
Surat Branch
Surat, Gujarat (India)**

www.ashrafitimes.com

Khutba-E-Huzur Shaikhul Islam

مُحِبَّتِ
الرَّسُولِ ﷺ

**Huzur Shaikhul Islam
Sayyed Mohammad Madani
Ashrafi, Jilani, Kichauchvi
(Maddazillahulaali)**

**: From :
Mohaddis-E-Azam Mission
Surat Branch**

Surat, Gujarat (India)

www.ashrafitimes.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	حضور ﷺ کے اہلیت کون؟	۵
۲	اہلیت کے فضائل	۹
۳	نہایت نبوی ﷺ	۱۳
۴	امت سے رسول کا مطالبہ	۱۷
۵	مشرکین عرب کی پیش کش	۱۸
۶	منافقت کی بدترین صورت	۱۹
۷	یہ کہنا ہی پڑے گا	۲۰
۸	کلمہ پڑھنا مشکل ہو جائے گا	۲۰
۹	رسول نے سرمایہ ٹھکرا دیا	۲۲
۱۰	رسول کے گھرانے کا مزاج	۲۲
۱۱	رسول کا امت سے مطالبہ کیوں؟	۲۳
۱۲	اہلیت کے لئے محبت کا اصرار کیوں؟	۲۵
۱۳	اہل محبت کی کیفیت	۲۶
۱۴	محبت کی فطرت	۲۸
۱۵	حسین کو ٹریک	۲۹
۱۶	اہلیت کے لئے ارشادات نبوی	۳۱
۱۷	محبت کی تشریحیں	۳۱
۱۸	علی ولی	۳۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۹	محبت کا تقاضہ	۳۳
۲۰	عجیب محبت	۳۴
۲۱	محبت کی آزمائش	۳۵
۲۲	محبت کی آزمائش بارگاہ امام رضا میں	۳۶
۲۳	محبت کی آزمائش میدانِ کربلا میں	۳۶
۲۴	اللہ تعالیٰ ذوقِ سجدہ عطا فرمائے	۳۹

جماعتِ اہلحدیث کا فریب : جماعتِ اہلحدیث کا نیا دین اہلحدیث اور شیعہ مذہب

اہلحدیث دو جدیدہ کا ایک نہایت ہی پُر فتن بد عقیدہ دہشت گرد دہشت ناک اور بدعتی فرقہ ہے۔ اسلامی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے انگریزوں نے جاکیز مناصب اور نوابی دے کر اس باطل فرقے کے ہاتھ میں آزادی مذہب اور عدم تقلید کا جھنڈا اٹھادیا تھا۔ اہلحدیث کا بنیادی مقصد اسلامی اقدار و نظریات و افکار اور صحابہ کرامؓ تابعین عظامؓ محدثین ملتؓ فقہائے اُمتؓ اولیاء اللہؓ ائمہ دینؓ مجتہدین و مجددین اسلام اور اسلاف صالحین کے خلاف اعلان بغاوت ہے۔ تفسیر بالرائے، احادیث مبارکہ کی من مانی تشریح، خود ساختہ عقائد و مسائل، انکارِ فقہ اور انحرافِ بد خصوصاً امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بے ادبی و بکواس اس فرقہ کا خصوصی وصف ہے

مذہبِ اہلحدیث کے خصوصی عقائد و مسائل اور پوشیدہ رازوں سے واقفیت کے لئے مندرجہ بالا تینوں کتابوں کا مطالعہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

محبت اہلبیت رسول

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين
وعلى آله واصحابه اجمعين . أما بعد فقد قال الله تعالى في القرآن الكريم
﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ (شوری)
اے محبوب فرما دو کہ میں تم سے نبوت پر اجرت نہیں مانگتا سوا قربت کی محبت کے۔
مَنْ عَلَيْنَا رَبَّنَا إِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا آيَتَهُ بِآيَتِهِ آتَيْنَا بِأَحْمَدًا
أَرْسَلَهُ مُبَشِّرًا أَوْسَلَهُ مُنْجِدًا صَلَّوْا عَلَيْهِ دَائِمًا صَلَّوْا عَلَيْهِ سَرْمَدًا
بارگاہ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں اللھم صل علی سیدنا
محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ

☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کے اہلبیت کون؟ لفظ اہل کے لغوی معنی ہیں والا اسی لئے کہا
جاتا ہے اہل علم، اہل دولت، اہل ملک وغیرہ۔۔ یعنی علم والا، دولت والا، ملک والا۔۔
لہذا اہل بیت کے معنی ہوئے گھر والے۔ اسی اہل سے آل بنا، یہ بھی اہل کے معنی میں
ہی ہے مگر اہل کی نسبت انسان، گھر، علم، دولت سب کی طرف ہو جاتی ہے لیکن آل کی
نسبت صرف دنیاوی یا دینی عزت ووجاہت والے انسان کی طرف ہوتی ہے۔
اصطلاح میں آل بیوی بچوں کو بھی کہا جاتا ہے اور خاص خدام کو بھی، قرآن کریم نے
حضرت عمران کی بیوی بچوں کو آل عمران فرمایا بلکہ ایک سورت کا نام آل عمران رکھا
گیا جس میں عمران کی بیوی حنہ اور بیٹی حضرت مریم کا ذکر ہے اور فرعون کی پولیس
وخدام کو قرآن نے آل فرعون فرمایا: ﴿وَإِذْ نَجَّيْنَاكَ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ﴾ اور
جب ہم نے تم کو فرعون کی آل (فرعون کے خدام) سے نجات دی۔

اصطلاح میں اہلیت گھر والوں کو کہا جاتا ہے۔ اہلیت نبی کے معنی ہیں نبی کے گھر والے پھر گھر والا ہونے کی تین صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نبی کے گھر ہی میں پیدا ہوں اور گھر ہی میں رہیں جیسے حضور ﷺ کے چاروں فرزند ابرہہ، جند طیب، طاہر، قاسم، ابراہیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔۔۔ دوسرے یہ کہ نبی کے گھر میں پیدا ہوں مگر پھر بعد دوسرے گھر میں رہیں جیسے حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں زینب، کلثوم، رقیہ، فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کہ حضور ﷺ کے گھر میں پیدا تو ہوئیں مگر نکاح کے بعد اپنے سسرال میں رہیں۔ چاروں فرزند اور چاروں صاحبزادیوں کو اہلیت ولادت کہا جاتا ہے۔۔۔ تیسرے وہ جو پیدا اور جگہ ہوں مگر بعد میں حضور ﷺ کے گھر میں رہیں جیسے حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کہ ان کی ولادت اپنے والدین کے گھر ہوئی مگر حضور ﷺ کے نکاح میں آکر حضور ﷺ کے گھر میں رہیں، انہیں اہلیت سکونت کہتے ہیں۔

یہ تینوں قسم کے حضرات اہل بیت رسول ہیں۔۔۔ اُردو محاورہ میں بھی تمام بیوی بچوں کو اہل خانہ یا عیال و اطفال یا گھر والے (Family Members) کہا جاتا ہے۔ لہذا حق یہ ہے حضور ﷺ کی تمام اولاد صاحبزادے، صاحبزادیاں اور تمام ازواج حضور ﷺ کے اہلیت ہیں (تفسیر کبیر، مرقۃ المفاتیح، صفحہ ۱۷۷)

ازواج مطہرات کا اہل بیت نبوت ہونے پر قرآن کی بہت سی آیات ناطق ہیں اور بہت احادیث صحیحہ وارد ہیں۔ لہذا ازواج پاک کے اہلیت ہونے کا انکار درحقیقت قرآن کا انکار ہے۔

﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ﴾ (ال عمران) اور یاد کرو اے حبیب جب آپ صبح کو اپنے دولت خانہ سے چلے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے۔

حضور ﷺ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے اُحد کی طرف تشریف

لے گئے تھے رب نے اُسے اَهْلِكَ فرمایا۔۔ معلوم ہوا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اہلیت نبی ہیں۔

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگائی گئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: مَا عَلِمْتُ عَلَىٰ أَهْلِ الْآخِرَةِ (بخاری) میں اپنے گھروالوں پر بھلائی ہی جانتا ہوں۔ ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (الاحزاب/ ۳۳) اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھروالو کہ تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی اور تمہیں پوری طرح پاک و صاف کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ اور آپ کی اولاد پاک کی شان رفیع میں یہ آیت تطہیر نازل فرمایا۔ اس آیت کریمہ سے ما قبل کی آیات میں اوّل سے آخر تک تمام کلام کی مخاطب ازواج النبی ہیں اس لئے اَهْلَ الْبَيْتِ کے لفظ کا خطاب بھی انہیں کے لئے ہے۔ اس کی تائید عرف عام سے بھی ہوتی ہے کیونکہ صاحب خانہ یا گھروالی ہمیشہ بیوی ہی کو کہا جاتا ہے اَهْلَ الْبَيْتِ گھروالی کا ترجمہ ہے اس لفظ کو وسعت دے کر ہم گھروالوں کا لفظ بولتے ہیں اور اس کے مفہوم میں بیوی کے علاوہ بچوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں بیوی کو مستثنیٰ کر کے اہل خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔ غرض نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں آپ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اور خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہراءؑ حضرت علی مرتضیٰؑ حضرات حسین کریمین (امام حسن و امام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں۔ آیات و احادیث کے جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی مذہب ہے علمائے اہلسنت کا۔

آیت تطہیر (پاکی کی آیت) میں اس بات کا ثبوت ہے کہ ازواج مطہرات رسول ﷺ کے اہل بیت ہیں اس واسطے ازواج کے ساتھ مطہرات استعمال کیا جاتا ہے۔ ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت مبارکہ میرے گھر میں

نازل ہوئی جب کہ میں دروازے کے پاس بیٹھی تھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ السست من اهل البيت یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟ تو آپ نے فرمایا انک الیٰ خیر انت من ازواج النبی (ﷺ) یقیناً آپ بھلائی پر اور نبی کے ازواج میں سے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ گھر میں رسول کریم ﷺ کے علاوہ علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے تو سید عالم ﷺ نے سب کے اوپر چادر ڈال دی اور فرمایا اللہم هؤلاء اہل بیٹی فاذهب عنہم الرجس وطہرہم تطہیر۔ اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں تو اُن سے رجس (نجاست، گندمی) کو دور فرما اور انہیں خوب پاک فرما (تفسیر غازن)

جمہور علماء کا یہ فیصلہ ہے کہ اہل بیت سے ازواج رسول اور اولاد رسول مراد ہے یعنی تمام امہات المؤمنین، سیدنا علی مرتضیٰ، سیدہ فاطمہ الزہراء، حضرت سیدنا حسن اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم (شرف الموبد لآل محمد: امام یوسف ہمدانی علیہ الرحمہ) اللہ تعالیٰ نے جب اہل بیت سے رجس و ناپاکی دور کرنے اور انہیں خوب ستھرا کرنے کا ارادہ فرمایا تو ظاہر ہے کہ اُس نے اپنا ارادہ پورا فرما کر انہیں طہارت کا اعلیٰ و کامل درجہ نصیب فرما دیا۔ اور یہ بہت بڑا شرف ہے اور یہی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان رفیع کا مقتضی ہے۔ سرور کونین ﷺ کا ارشاد ہے: انساواہل بیٹی مطہرون من الذنوب (روح المعانی) میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَنِي إِسْرَءِیْلَ إِذْ جَاءَهُمُ الْبُرْجَانُ مِنَ اللَّهِ وَالْحِجَابُ أُنْفِثَ فِيهِمُ الرُّوحُ الْقُدُسُ﴾ (الاحزاب/ ۴۴) (اے ازواج رسول) یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی آجوں اور حکمت کی باتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں بے شک اللہ تعالیٰ بڑا لطف فرمانے والا ہر بات سے باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضور ﷺ کے گھروں کو ازواج مطہرات کے گھر فرمایا اور یہ بات اپنے اندر ایک عظیم شان رکھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کے گھروں کو مہبط وحی الہی اور حکمت ربانی کا گہوارہ قرار دیا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مکان کی عزت و تکریم مکین سے ہوتی ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی الگ مستقل مکان ازواج مطہرات کے اُن حجروں کے علاوہ تو تھا نہیں تو یہاں ﴿يُنْزِلُ فِيهَا﴾ (جہارے گہراے ازواج النبی) لا کر یہ بات بھی مسلمانوں کو بتائی گئی کہ زوجین کریمین میں کمال اتحاد و یکا نگت موجود ہے اُن میں سے کسی کو حضور ﷺ کے دامن کرم سے علیحدہ کرنا ایمان و غیرت ایمان کے منافی ہے اب ازواج مطہرات کے لئے خود ہی اندازہ لگا لیجئے کہ انھیں بارگاہ الہی میں کس قدر عزت و حرمت کا مقام حاصل ہے پھر جب نزول وحی اُن کے گھروں میں ہوتی ہے تو ازواج مطہرات سے بڑھ کر علوم و معارف قرآنیہ اور حقائق و دقائق شرعیہ کا حامل اُن سے بڑھ کر عورتوں میں اور کون ہو سکتا ہے۔ دُعا ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنی ان پاکیزہ ماؤں کی تعظیم و تکریم کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

اہلبیت کے فضائل : ارشاد نبوی ﷺ ہے : اَذْيُوزَاوِلَادِكُمْ عَلَى فَلَاتِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ اَهْلِ بَيْتِهِ وَقَدْ اَنَّ اَبْنِي اَوْلَادُكُم تَمِيزُ سَكَاوُءُ اَبْنِي آقَا عَلِيٍّ ﷺ سے محبت اہل بیت کی محبت اور قرآن کا پڑھنا (الجامع الصغیر) نبی کریم ﷺ کے اہلبیت کے فضائل آسمان کے تاروں اور زمین کے ذروں کی طرح بی شمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دسترخوان سے حضور ﷺ ہاتھ پونچھ لیں تو وہ دسترخوان آگ میں نہ جلے تو وہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا و حسنین کریمین طاہرین جن کا غیر خون خیر الرسل سے ہے اُن کا کیا پونچھنا اور وہ عاتقہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جن کے سینہ شریف پر حضور ﷺ کا وصال ہوا اور جن کے حجرے میں حضور ﷺ قیامت تک کے لئے آرام فرما ہوں اُن کا کیا کہنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظمت تو دیکھو کہ ادھر پنجین پاک میں شامل ادھر چار یار میں داخل ایک ہاتھ اہل کساء میں ہے تو دوسرا ہاتھ خلفائے راشدین

میں ہے۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی نسلِ مصطفیٰ ﷺ کی اصل ہیں۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دروازے سے ولایت تقسیم ہوتی ہے۔۔۔ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی مشکل کھا ہیں۔

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾
(الاحزاب/ ۳۳) اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والو کہ تم سے دور کر دے ہر قسم کی ناپاکی اور تمہیں پوری طرح پاک و صاف کر دے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے اہلبیت کو ہر ظاہری و باطنی گندگی سے پاک رکھا۔ نبی کریم ﷺ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم اطہر کو سونگتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُن کے جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی ہے (مبسوط رخصی) اسی لئے آپ کو زہرا کہتے ہیں یعنی جنت کی کلی اور اسی آیت سے لفظ "بچپن" پاک لیا گیا ہے کہ کساء کی حدیث سے بچپن لیا گیا کیونکہ کبل شریف میں پانچ تن ہی تھے نبی کریم ﷺ، فاطمہ زہرا، علی مرتضیٰ، حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پاک اس آیت سے لیا گیا۔

﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا التَّوَكُّدَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ (حورئ)
اے محبوب فرما دو کہ میں تم سے نبوت پر اجرت نہیں مانگتا سوا قرابت کی محبت کے۔
معلوم ہوا کہ جس نے اہلبیت سے محبت نہ کی اُس نے نبی کا حق ہی ادا نہ کیا۔۔۔
رب تعالیٰ نصیب فرما دے۔

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران) اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور الگ الگ (متفرق) نہ ہو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
نحن حبل الله الذي قال الله فيه (المواحد محرق) وہ اللہ کی رسی ہم اہل بیت ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اہلبیت کرام کا دامن مضبوطی سے پکڑنا نجات کا ذریعہ ہے۔

﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ﴾
 (آل عمران) پس فرما دو کہ آؤ تم اپنے اپنے بچوں اپنی اپنی عورتوں اپنی اپنی جانوں کو بلائیں۔
 اس آیت میں علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا، حضرات حسنین کریمین کی ایسی چمکتی ہوئی
 منقبت ہے کہ جس سے ایمان چمک جاتا ہے کیونکہ علی مرتضیٰ کو حضور ﷺ نے اپنا
 نفس بتایا، حسنین کریمین کو اپنا بیٹا، فاطمہ زہرا کو نساء میں شامل فرمایا۔ حضور ﷺ
 ان ہی چار کو لیکر نجران والوں کے مقابلہ میں مباہلے کے لئے تشریف لے گئے۔
 ﴿يُؤْمِنُونَ بِالْغَدْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَتْ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ (سورہ دہرہ کی ۱۵
 آیات ۲۱ تا ۲۵) یہ حضرات نذر پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی
 مصیبت پھیلنے والی ہے۔

یہ پندرہ آیات علی مرتضیٰ فاطمہ زہرا، حسنین کریمین، فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے
 فضائل میں اتریں جبکہ ان بزرگوں نے حسنین کریمین کی بیماری کے موقعہ پر تین
 روزوں کی منت مانی اور شفاء ہونے پر روزے رکھے۔۔۔ افطار کے لئے ایک ایک
 روٹی کے حساب سے کھانا پکایا مگر افطار کے وقت ایک دن مسکین، دوسرے دن یتیم،
 تیسرے دن قیدی بھوکا آگیا۔۔۔ ان بزرگوں نے روٹیاں اُسے دے دیں اور خود
 بھوکے سو گئے۔۔۔ اس پر یہ آیات اتریں جن میں اُن بزرگوں کی ایسی شان بیان کی
 گئی کہ سبحان اللہ (خازن روح البیان، خزائن العرفان)

﴿مَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ﴾ (انفال) اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا
 حالانکہ آپ اُن میں ہیں۔ نبی کریم ﷺ دنیا کے لئے امان ہیں آپ کی موجودگی
 میں دنیا عذاب سے مامون و محفوظ رہے گی۔۔۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل بیت بھی کسی کے لئے
 امان ہیں یا نہیں؟ سید عالم ﷺ کا ارشاد ہے: النجوم امان لاهل السماء واهل
 بیٹی امان لامتی (سواحن معرۃ) ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے

اہل بیت میری اُمت کے لئے امان ہیں۔ اہل بیعتی امان لاهل الارض فاذا
 هلك اهل بیعتی جاء اهل الارض من الآیات ما كانوا یؤعدون (سورہ صحرہ)
 میرے اہل بیت اہل زمین کے لئے امان ہیں۔۔۔ جب میرے اہل بیت ہلاک
 ہو جائیں گے تو اہل زمین کے پاس وہ نشانیاں آئیں گے جن سے انھیں ڈرایا گیا تھا۔
 حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے رب سے عہد لے لیا ہے کہ اپنی اُمت
 میں سے جس سے میں نکاح کروں یا جس کے ساتھ اپنی اولاد کا نکاح کروں وہ
 میرے ساتھ جنت میں ہو (طبرانی، حاکم عن ابی ہریرہ) میں نے رب سے عہد لے
 لیا کہ میرا اہلیت کوئی بھی دوزخ میں نہ جاوے (ابو القاسم عن عمران ابن حصین)
 سرور کونین ﷺ کا ارشاد ہے: اَنَا وَاهْلِ بَيْتِي مُطَهَّرُونَ مِنَ الذُّنُوبِ کہ میں اور
 میرے اہلیت گناہوں سے پاک ہیں (روح المعانی) جس نے میرے اہلیت سے
 کوئی سلوک کیا اُس کا بدلہ قیامت میں اُسے میں دوں گا (ابن عساکر عن علی المرتضیٰ)
 اُس پر اللہ کا غضب ہو جو میرے اہلیت کو ستا کر مجھے دکھ پہنچائے (دیلی عن ابی سعید)
 جو میرے اہلیت سے جنگ کرے میں اُس کے مقابل ہوں اور جو اُن سے صلح کرے
 میں اُس سے صلح میں ہوں (ترمذی، ابن ماجہ) جو مجھ سے اور حسن و حسین سے اور اُن
 کی ماں اُن کے باپ سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا (ترمذی)
 اولاد عبدالمطلب جنتیوں کے سردار ہیں۔۔۔ میں، حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین، مہدی
 (ابن ماجہ، حاکم عن انس) قیامت میں سارے نسب اور سرالی رشتہ ٹوٹ جاویں گے سوائے
 میرے نسب اور میرے سرالی رشتہ کے (احمد، حاکم) ینقطع یوم القیامة کل سبب
 ونسب الا سببی ونسبی (حلیۃ الاولیاء) قیامت کے دن تمام تعلق اور نسب منقطع
 ہو جائیں گے سوائے میرے تعلق و نسب کے (مطلب اس کا یہ ہے کہ کل قیامت کے
 روز کسی کا حسب و نسب کام نہ آئے گا سوائے حضور سید عالم ﷺ کے حسب و نسب کے)

اللہ نے فاطمہ اور اُس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرما دیا (بڑا طہرانی عن ابن مسعود)
 قیامت میں اعلان ہوگا کہ اے اہل محشر سر جھکا لو آنکھیں بند کر لو صراط پر فاطمہ بنت محمد
 گزرنے والی ہیں پھر فاطمہ زہرا ستر ہزار خوروں کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گی
 (آخرچہ ابو بکر بنی النبیات عن ابی ایوب صواعق) ہم سب سے پہلے اپنے اہلبیت کی شفاعت
 کریں گے پھر اقرب فالاقرب کی۔۔ (طہرانی عن ابن عمر) میرے اہلبیت کشتی نوح کی
 طرح ہیں جو اُس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا جو الگ رہا ڈوب گیا (حاکم عن ابی ذر)
 اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے تمام اہلبیت اطہار اور صحابہ کبار کی بچی غلامی نصیب کرے (آمین)
 نسبت نبوی ﷺ: نسبت بہت ہی اعلیٰ چیز ہے ہر چیز کی قدر و قیمت کا تعین
 اُس کی نسبت سے کیا جاتا ہے۔ اعلیٰ نسبتوں کی چیزیں اعلیٰ قدر و قیمت کی ہوتی ہیں اور
 ادنیٰ نسبت کی چیزیں ادنیٰ قدر و قیمت کی ہوتی ہیں۔

حضور نبی مکرم ﷺ کی ازواج مطہرات، صاحبزادیاں، حسنین کریمین اور
 سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (اہل بیت اطہار) کو حضور ﷺ سے عظیم نسبت
 حاصل ہے۔ یہ وہ سلسلہ نسب ہے جو تمام نسبتوں سے اس لئے افضل و برتر ہے کہ اس کا
 مرکز و محور وہ ہستی عظیم ہے جو رب العزت کی مخلوق میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہ
 دنیائے اسلام کا مسلمہ اصول ہے کہ جس چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ سے
 ہو جائے وہ اپنی نوع میں دوسروں سے افضل و اعلیٰ اور ممتاز ہو جاتی ہے۔

ملک عرب (سرزمین حجاز) تمام ممالک سے اس لئے ممتاز ہے کہ وہ محمد عربی ﷺ
 کا وطن ہے مکہ معظمہ شہر کو ام القرئی کا درجہ حاصل ہونے میں یہی ایک نسبت
 کا فرما ہے کہ اس میں بیت اللہ شریف ہے اور دوسری عظمت کہ اس میں سید عالم ﷺ
 کی دلاوت ہوئی۔ قریش اور بنو ہاشم کی ممتاز حیثیتیں حضور ﷺ کی نسبت سے قائم ہیں۔

قصو اوٹنی کا اپنی جنس سے افضل ہونا اور بعد از مرگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اُسے احترام سے گڑھا کھود کر دفن کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ اُس پر نبی الانبیاء نے سواری فرمائی۔ بھٹور اپنے تمام ہم جنس گدھوں سے اسی سبب سے برتر مانا گیا کہ سید عالم ﷺ نے اُسے سواری کے لئے منتخب فرمایا۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک حبشی غلام تھے اُن کا نام سُن کر ہڈ شکوہ تاجداروں کے سرنگوں ہونا باطنی وقار و احترام کی روشن دلیل ہے اور یہ تمام حشمت و شوکت حضور ﷺ کے ساتھ والہانہ عشق و محبت اور غلامی کی نسبت سے ہے اصحاب رسول ﷺ کا بعد از انبیاء فضیلتوں اور عظمتوں کا وارث ہونا حضور ﷺ کی معیت و صحبت اور نظر التفات کا نتیجہ ہے۔ عشاق کا مدینہ منورہ کو پناہ گاہ عاصیان کہنا اور گنبد خضریٰ کو عرش معلیٰ کے ساتھ تشبیہ دینا سکین رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے ہے۔ روضہ رسول ﷺ پر نزول ملائکہ اور رحمتوں کی برسات آقا و مولیٰ ﷺ کی نسبت سے ہے اور اسی طرح بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اولاد رسول ہونے اور قرابت کی نسبت کے سبب وہ مقام حاصل ہے جو کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔ مطلب یہ کہ جس چیز کی نسبت سید عالم رحمۃ اللعالمین ﷺ سے ہو جائے بلندیاں اس کے قدم چوم لیتی ہیں اور اہل ایمان کے دلوں میں اس چیز کا احترام پیدا ہونا ایک قدرتی عمل ہے یہی وجہ ہے کہ اہلبیت رسول ﷺ کی محبت و موذت انہی لوگوں کے دلوں میں موجود ہے جن کا قلبی تعلق حضور ﷺ سے ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کرام کی بارگاہ میں عقیدت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں :

آل النبی ذریعتی وہم الیہ وسیلتی ارجو بہم اعطی غدا بید الیمین صحیفتی (دیوان شافعی) آل نبی ﷺ بارگاہ الہی میں میرا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ امید ہے کہ قیامت کے دن اُن کے وسیلے سے مجھے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا۔

عارف باللہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

کا ارشاد ہے: حرمت الجنة على من ظلم اهل بيتي واذانى في عترتي ومن اصطنع صنيعه الى احد من ولد عبد المطلب ولم يجاز به فلانا اجازيه عليها عند اذالقيني يوم القيامة اُس شخص پر جنت حرام کر دی گئی ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دی اور جس نے عبد المطلب کے کسی بیٹے کے ساتھ احسان کیا اور وہ اس کا بدلہ نہ دے سکا تو اُس کے احسان کا بدلہ کل قیامت کے دن میں دوں گا جب وہ مجھے ملے گا۔ (تفسیر ابن عربی، تفسیر روح البیان)

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ میرے اہل بیت پر ظلم کرنے والے پر جنت حرام کر دی گئی ہے اُن لوگوں کے لئے انتباہ ہے جو یزید لعین کو امیر المؤمنین خلیفہ برحق متقی پر ہیز مارا اور پیدائشی جنتی کہتے رہتے ہیں۔ روافض بھی یقیناً لعنتی اور مستحق جہنم ہیں کیونکہ روافض بھی اہل بیت اطہار پر ظلم کرنے والوں میں شامل ہیں۔ ازواج مطہرات اور حضور نبی کریم ﷺ کی تین صاحبزادیوں کی شان میں بکواس کرنا اور تہمت لگانا ان بد مذہبوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ روافض قطعاً محبان اہلبیت نہیں ہیں بلکہ وہ گستاخان اہلبیت ہیں۔ بد مذہب روافض کا باطل عقیدہ یہ ہے کہ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضور نبی کریم ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں نہیں ہیں بلکہ منہ بولی اور صرف منسوب صاحبزادیاں ہیں۔ روافض صرف سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کو حضور نبی کریم ﷺ کی اکلوتی صاحبزادی مانتے ہیں۔

یہ دور بڑا ہفتن اور ابتلاء و آزمائش کا دور ہے اس دور میں اسلام کی تعلیمات پر کار بند رہتے ہوئے ایمان کو محفوظ رکھنا نہایت دشوار ہو رہا ہے اسلام کے واضح مسائل اور مصدقہ چیزوں میں اپنی طرف سے ترمیم و تنسیخ کی جا رہی ہے اور مسلمہ عقائد کو منسوخ کیا جا رہا ہے چنانچہ اولاد نبوی ﷺ کو بڑی بے باکی سے طعن و تشنیع کا ہدف بنایا جا رہا ہے اور اس مبارک خاندان کے نسب مقدس کو پامال کیا جا رہا ہے بڑے نازیبا الفاظ کے ساتھ اُن کے وقار کو مجرد کیا جا رہا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اہلبیت سے محبت ایمان کی علامت ہے اور اُن سے بغض و عناد منافقت کی نشانی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: من ابغض اهل البيت فهو منافق (موافقِ محرمہ) اہل بیت سے بغض رکھنے والا منافق ہے۔

جنت کی بشارت ہے اُن لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں اہل بیت اطہار کی محبت و عقیدت کے سمندر موجزن ہیں وہ لوگ نہایت خوش مقدر ہیں جو اصحاب رسول ﷺ اور اہلبیت رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن اپنی اونٹنی قصوا پر خطبہ دیتے ہوئے میں نے سنا آپ نے فرمایا: یا ایہا الناس انی ترکت فیکم من ان اختتم به لن تضلوا کتاب اللہ وعتدتی اہل بیعتی (ترمذی شریف) اے لوگو! میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُسے پکڑے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن عظیم) اور میرے گھر والے 'عترت و اہل بیت' یہ ارشاد حضور نبی کریم ﷺ کی وصیت کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضور سرورِ عالم ﷺ کے جملہ قرابت داروں خاندانِ بنو ہاشم خصوصاً اہل بیتِ کرام کی محبت اُن کا ادب و احترام عین ایمان بلکہ جانِ ایمان ہے۔ جس کے دل میں اہل بیت کے لئے محبت نہیں وہ یوں سمجھے کہ اُس کی شمعِ ایمان بجھی ہوئی ہے اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ جتنی کسی کی قرابت حضور ﷺ سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اُس کی محبت و احترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ بے شک اہلبیتِ پاک کی محبت ہمارا ایمان ہے لیکن یہ حضور ﷺ کی رسالت کا اجر نہیں بلکہ یہ ثمرِ ایمان کا ثمر ہے۔ یہ اس عمل کی مہک ہے یہ اس خورشید کی چمک ہے۔ جہاں ایمان ہوگا وہاں حُبِ آلِ مصطفیٰ ضرور ہوگی۔

یہ گمراہ اب تک نہ گھلی کہ بعض لوگوں کے نزدیک حُبِ آلِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے

بعض اصحاب حبیب کبریا کی شرط کہاں سے ماخوذ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے اہل بیت کی محبت کا اگر حکم دیا ہے تو اپنے صحابہ کے احترام و اکرام کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں اہل بیت کے بارے میں فرمایا مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَ فِيهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ یعنی میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے جو اُس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔۔۔ تو دوسرا ارشاد گرامی یہ بھی ہے اَصْحَابِي كَالنُّجُومِ میرے صحابہ درخشاں ستاروں کی طرح ہیں۔ بجزہ تعالیٰ یہ شرف اہل سنت کو ہی حاصل ہے کہ ہم اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور ہماری نگاہیں صحابہ کرام کی جھلکاتی ہوئی روشنی پر مرکوز ہیں۔ ہم زندگی کے سمندر کو آزمائشوں اور تکالیف کی کالی رات میں عبور کر رہے ہیں جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا اور جس نے ان روشن ستاروں سے ہدایت حاصل نہ کی وہ راہ ہدایت سے بھٹک گیا۔

☆☆☆☆☆☆

اُمت سے رسول کا مطالبہ: اے محبوب تم اُن سے کہہ دو کہ میں نے جو کار ہدایت انجام دیا ہے میں نے جو تمہیں نجات کا راستہ دکھایا ہے میں نے جو تمہارے سامنے ہدایت کی روشنی پیش کی ہے اور فریضہ دعوت و تبلیغ جو ادا کیا ہے میں اس کا کوئی تم سے اجر نہیں چاہتا میں تم سے اُس کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا۔ اپنی اہمیت اپنی قراب اپنی ذریات کی محبت کے سوا۔ صرف میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میری آل سے محبت کرو۔ یہ ایک اعلان ہے جو حضور ﷺ کی زبان رسالت مآب سے کرایا جا رہا ہے۔ وہ رسول جس نے ہمارے لئے نہ جانے کتنی مشقتیں برداشت کیں کتنی تکلیفیں اٹھائیں وہ رسول جو ہماری فلاح و بہبود کے لئے کس قدر پریشانیوں سے دوچار ہوئے۔ کیسی کیسی اذیتیں آپ کو پہنچائی گئیں۔ کبھی درہ کوہ میں محصور کیا گیا آب و دانہ نہ پہنچانے کی قسمیں کھائی گئیں راہ میں کانٹے بچھائے گئے جسم مبارک پر پتھر برسائے گئے دندان مبارک کو شہید

کیا گیا۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے والو رسول کی اس زندگی کو دیکھو جس کا غشاء صرف تمہاری صلاح و فلاح تھی۔ کیا رسول کی ان خدمات کا کوئی اجر ہو سکتا ہے؟ کیا تم اس کا کوئی بدلہ دے سکتے ہو؟ کیا اس کا کوئی معاوضہ پیش کیا جاسکتا ہے؟ کیا رسول یہ سب اس لئے کر رہے تھے کہ اس کا کوئی صلہ ملے گا؟ اس دنیا میں کسی اجر کے امیدار تھے؟ کیا رسول کو دولت کی ضرورت تھی؟

مشرکین عرب کی پیش کش : اگر میرا رسول دولت چاہتا تو مشرکین کی اس پیش کش کو نہ ٹھکراتا جب وہ ابوطالب کی وساطت سے آکر یہ کہہ رہے تھے : اے محمد (ﷺ) کیا چاہیے؟ اگر سرداری چاہیے تو ہم اپنا سردار مان لیں۔۔۔ اگر دولت چاہیے تو قدموں پر ہم سرمایہ کا انبار لگا دیں۔۔۔ اگر خسن و جمال چاہیے تو عرب کا منتخب خسن آپ تک پہنچا دیں۔۔۔ کیا چاہیے؟ یہ سب آپ کس لئے کر رہے ہیں؟ مصالحت اور صلح کی اس منزل پر یہ آئے تھے۔۔۔ کفار و مشرکین نے یہ نہیں کہا تھا، ہم یہ ساری چیزیں آپ کو اس شرط پر دیں گے کہ آپ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا چھوڑ دیں۔ آپ اپنے دین اور اسلام سے باز آجائیں، نہیں۔۔۔ مصالحت تو صرف اس بات پر ہو رہی تھی کہ آپ ہمارے معبودوں کو بُرا نہ کہیں، خود کسی راستے پر رہیں۔ آپ ہزار بار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے رہیں۔۔۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنے دین کو چھوڑ دیں، مگر اتنی بات ہماری مان لیں کہ ہمارے معبودوں کو بُرا نہ کہیں۔ اگر آپ ہماری اتنی بات مان لیں تو پھر کیا چاہیے؟ ہم تمام شرائط کو منظور کرتے ہیں۔ ہم اپنا سردار بنانے کے لئے تیار ہیں۔ ہم دولت و سرمایہ آپ کے قدموں پر لانے کے لئے تیار ہیں۔ سرکار رسالت ﷺ نے کیا پیارا جواب دیا: اگر ایک ہاتھ میں لاکر تم سورج رکھ دو اور دوسرے ہاتھ میں لاکر تم چاند رکھ دو۔۔۔ پھر بھی اپنے مشن سے باز نہیں آسکتا۔

منافقت کی بدترین صورت : لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جس کا یہ کلمہ ہو، وہ کافروں کی احمقانہ پیشکش کو کیسے قبول کر سکتا تھا؟ یاد رکھو، صرف اثبات سے کوئی مومن نہیں بنتا۔ اثبات سے پہلے نفی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم اللہ کو ہزار مرتبہ مانو، مگر اگر معبودانِ باطل کا انکار نہ کرو تو تم کبھی مومن نہیں ہو سکتے۔ تم اللہ کی بارگاہ میں لاکھ سجدے کرو، مگر اگر لا الہ کا اقرار مت کرو، تو بھی مسلمان نہیں ہو سکتے۔ اسلام آپ کو اُس وقت ملے گا جب پہلے لا الہ کہہ لیں پھر لا الہ کہیں۔ پہلے نفی پھر اثبات، پہلے انکار پھر تصدیق۔ ایک خدا کو ماننے کے لئے ضروری ہے کہ جتنے باطل معبود ہیں اُن سب کا انکار کیا جائے۔ ایک خدا کو ماننے کے لئے ضروری ہے کہ جتنے دشمنانِ خدا ہیں اُن سے اجتناب کیا جائے، اُن سے کنارہ کشی کی جائے، ماننے کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ یہ کوئی ماننے کا طریقہ نہیں کہ ہم آپ کو بھی مانیں اور آپ کے دشمن کو بھی مانیں، آپ کے دشمنوں سے بھی ساز باز رکھیں۔ باغبان بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی (باغ کا مالی بھی خوش اور شکاری بھی خوش، چور بھی خوش اور پولیس بھی خوش، دوست بھی خوش اور دشمن بھی خوش) یہ ماننا نہیں ہے۔ یہ منافقت کی بدترین صورت ہے کہ ہم آپ کے بھی بنے رہیں اور آپ کے دشمنوں کے بھی بنے رہیں۔ اسلام ایک سترادین ہے وہ ہمیں ایسا فریب نہیں دے سکتا، ہمیں ایسی تعلیم نہیں دے سکتا کہ جس میں انسان مومن کے بجائے منافق بنے۔ اسی لئے اسلام کا کلمہ پہلے یہی ہے لا الہ الا اللہ پہلے انکار پھر اثبات۔ جب کوئی یہ کہے کہ کسی کو بُرا مت کہو، کسی کو ایسا دیا مت کہو، تو اُس سے کہو کہ پہلے تم کلمہ پڑھنا ہی چھوڑ دو۔ کون ہے جو کسی کو بُرا نہیں کہتا؟ ہر دین والا، ہر مذہب والا، ہر ازم والا اپنے عقیدہ و نظریے کی روشنی میں اپنے سوا کو باطل کہتا ہے۔ اپنے سوا کو باطل سمجھتا ہے۔ دوسرے کو تو یہ حق ہے کہ وہ آپ کو باطل سمجھے، اور آپ کو حق نہیں ہے کہ آپ اس کو باطل سمجھیں۔ دوسرے کو تو حق ہے کہ وہ آپ پر فتوے لگائے، دوسرے کو یہ حق ہے کہ وہ آپ کے کردار پر تنقید کرے۔۔۔ یہاں تک کہ آپ جب اُس کو باطل کہتے ہیں، اُس پر وہ چوہتا ہے، اُس پر وہ

اعتراض کرتا ہے یہ بھی تو ایک اعتراض ہے یہ بھی تو ایک انکار ہے۔ یعنی آپ کے اس کہنے کو وہ قبول نہیں کر رہا ہے۔ جب کسی کو بُرا نہ کہو تو ہمارے باطل کہنے کو منظور کر لو۔ ہم تمہیں باطل کہتے ہیں ہمارے اس باطل کہنے کو باطل مت کہو تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم بڑے صلح کل ہو۔

بُرا کہنا ہی پڑے گا : اگر تم مسلمان ہو تو بُرا کہنا ہی پڑے گا۔ اصنام کو بُرا کہنا پڑے گا۔ اللہ و رسول نے جس کو بُرا کہا ہے اُسے بُرا کہنا پڑے گا۔

کونسا عنوان ہے جس میں کوئی اختلاف نہ ہو اور کسی کو تکلیف بھی نہ ہو۔ کون سی بات ہم کہیں کہ رسول کی سیرت بھی بیان ہوتی چلی جائے رسول کے اوصاف بھی بیان ہوتے جائیں اور کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اگر تم دن کا ذکر کر دے تو رات کو تکلیف ہوگی، اگر رات کا ذکر ہم نے چھیڑ دیا تو دن کو تکلیف ہوگی۔ اگر آگ کی بات ہوئی تو پانی پر کیا گزرے گی، اور اگر پانی کی بات ہوئی تو آگ پر کیا گذرے گی۔ سیدنا آدم علیہ السلام کی بات ہوئی تو شیطان پر کیا گزرے گی اور اگر شیطان کی بات ہوئی تو آدم علیہ السلام پر کیا گذرے گی۔ آخر وہ کونسا عنوان ہے جس کو ہم بیان کرتے چلے جائیں اور دنیا میں کسی انسان کو اختلاف نہ ہو؟ اے سیرت رسول کے بیان کرنے والو۔ کیا غزوہ بدر کا بیان نہ ہوگا؟ کیا غزوہ احد کا بیان نہ ہوگا؟ کیا غزوہ خندق کا بیان نہ ہوگا؟ اور جب تم غزوہ بدر کا بیان کرو گے تو یہی تو دکھاؤ گے کہ دیکھو یہ رسول کی جماعت ہے، دیکھو یہ ابو جہل کی جماعت ہے۔ اور جہاں یہ تفریق تم نے کی وہیں تکلیف شروع ہوگئی۔ میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ وہ کونسا عنوان ہے کہ مصطفیٰ کا ذکر ہو اور ابو جہل بھی خوش ہو جائے اللہم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد کما تحب و ترضی بان تصلی علیہ کلمہ پڑھنا مشکل ہو جائے گا : وہ کونسا عنوان ہے کہ رسول کی سیرت بھی بیان ہو جائے اور عقبہ دشبہ کو بھی فرصت ہو عقبہ ابن ابی معیط کو بھی کوئی اعتراض نہ ہو ولید ابن مغیرہ کو بھی کوئی دکھ نہ ہو عبد اللہ ابن ابی کو بھی کوئی تکلیف نہ ہو۔ آخر وہ

کونسا عنوان ہے کہ رسول کا ذکر ہوتا ہی چلا جائے اور کسی کو تکلیف نہ ہو۔ اگر ہم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو عنوان بنایا تو نمرود کیا سوچے گا؟ اور اگر نمرود کو ہم نے عنوان بنایا تو ابراہیم کیا کہیں گے؟ اور اگر ہم نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو عنوان کلام بنایا تو فرعونوں پر کیا گزرے گی؟ اور اگر ہم نے فرعون کی تعریف شروع کی تو موسیٰوں پر کیا گزرے گی؟ اگر ایسا ہی سوچتے رہیں تو کلمہ پڑھنا مشکل ہو جائے گا، اس لئے کہ اس کلمے کے اندر ہی پہلے انکار کیا گیا ہے پھر اثبات کیا گیا ہے **اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ** سمجھ میں نہیں آتا کہ چھیڑیں داستاں کیسے زلائیں تو بغاوت ہے ہسائیں تو بغاوت ہے حریفانِ جن کے گلے نعرے مردہ راحت اگر ہم اتفاقاً منگائیں تو بغاوت ہے

ذرا غور تو کرو۔۔۔ وہ سب کچھ کریں، اُن کو کرنے دو، تم کچھ مت کرو۔ وہ کتاب لکھتے جائیں، انھیں لکھنے دو۔ وہ رسول کی اہانت کرتے جائیں، کرنے دو۔ وہ دین و اسلام کے اندر عقیدے کے اندر بدعتیں نکالتے جائیں، نکالنے دو۔ تم اعتراض مت کرو۔ مطلب یہ ہے کہ اقدام کرنے والا کرتا جائے، تم مدافعت بھی نہ کرو۔ یہ کیا انصاف ہوگا؟ بہر حال رسول نے کفار و مشرکین مکہ کی بات کو منظور نہیں کیا۔ ساری دنیا کی دولت لاکر رسول کے قدموں پر رکھ دو، مگر وہ خدا کے دشمنوں سے کوئی میل و مراسم نہیں رکھ سکتے۔ یہیں سے سمجھ میں آ گیا کہ اگر تم ایک خدا کو ماننا چاہتے ہو تو لاکھوں کروڑوں جتنے معبودانِ باطل ہیں، اُن سب کا انکار کرنا ہوگا۔ اب تم محمد رسول اللہ ﷺ کو ماننا چاہتے ہو تو اُن کے سارے دشمنوں سے پرہیز کرنا ہوگا، اُن کے سارے دشمنوں سے اجتناب کرنا ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم رسول کے بھی رہو اور رسول کے دشمن کے بھی رہو۔ ایسا نہیں ہوا کہ صدیق اکبر رسول کے بھی رہے اور عتبہ کے بھی رہے۔ ایسا نہیں ہوا کہ صدیق اکبر رسول کے بھی رہے اور ولید ابن مغیرہ کے بھی رہے۔ صحابہ کرام

تابعین عظام اور تبع تابعین کی زندگیوں میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ رسول کے دشمنوں سے اُن کا کوئی رابطہ تھا۔۔ ہمارے اتباع کے لائق وہی زمانہ ہے۔

رسول نے سرمایہ ٹھکرا دیا: میرے رسول نے مطالبہ رکھنے والوں سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ ہمیں یہ نہیں چاہیے۔ معلوم ہوا کہ رسول دولت نہیں چاہتے تھے رسول سرمایہ نہیں چاہتے تھے۔۔ ورنہ سرداری کا تو بہت ہی اچھا چانس تھا۔ ایک بات اور بھی دیکھو کہ حضور ﷺ اپنے مقصد پر کیسی گہری نظر فرماتے تھے۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ کی دولت حضور ﷺ کے ہاتھ آئی تو انہوں نے اُس کو اس لئے نہیں رکھا کہ کسی وقت بڑے امیر کبیر کہلائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دین کی ضروریات میں سب کو صرف کر دیا۔ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ العجز فخری فرماتے رہے چٹائی پر بیٹھے رہے، کمرل اوڑھتے رہے۔ اے اللہ کے رسول۔۔ آپ نے چٹائی پر بیٹھ کر چٹائی پر بیٹھنے والوں کو سرفراز کر دیا، آپ نے کمرل اوڑھ کر کمرل اوڑھنے والوں کو سربلند کر دیا۔۔ ایسے رسول کی خدمات کا کوئی معاوضہ و بدلہ دے سکتا ہے؟ اغنیاء زمانہ کا دامن خالی ہے اس بات سے کہ رسول کے خدمات عالیہ کا کوئی بدلہ دیں۔۔ شان نزول سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ بعض لوگوں کے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ کاش ایسا ہوتا کہ رسول کی خدمات اور رسول نے جو بڑی مشقتیں، بڑی محنتیں اٹھائیں ہیں، اُن کا ہم کچھ عوض دے سکتے، ہم کچھ بدلہ دے سکتے۔ اُن کے دل میں اگر یہ خیال پیدا ہوا تو اُس کا صاف جواب یہی تھا کہ رسول اپنی خدمات کا بدلہ لینے نہیں آتا۔۔ تبلیغ اور فریضہ دعوت کا ادا کرنا یہ رسول کے فرائض منصبی میں سے ہے۔۔ اپنے فرض کے ادا کرنے میں کوئی بدلہ نہیں چاہتا، کوئی صلہ نہیں چاہتا۔

رسول کے گھرانے کا مزاج: رسول کا گھرانہ بھی عظیم گھرانہ ہے یہ اہل بیت

کی مقدس نفوس قدسیہ کو بھی دیکھو۔ قرآن مجید میں اُن کی بھی ادا نہیں محفوظ نظر آتی ہیں ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْيَدَانِ وَلَا تُسْكَرُ وَلَا تُمَسَّ وَلَا تُمَسَّ وَلَا تُسْكَرُ﴾ ہم تم سے کوئی جزاء نہیں چاہتے، جزاء چاہتا تو اور دولت تو بڑی چیز، سرمایہ تو بڑی چیز، ہم تو تم سے یہ بھی نہیں چاہتے کہ تم لفظوں میں ہمارا شکر یہ ادا کرو۔

مسکینوں کو اپنے آگے کا کھانا اٹھا کر دینے والے، اسیروں کو اپنے آگے کا کھانا کھلا دینے والے، قیدیوں کو اپنے اوپر ترجیح دینے والے، مسلسل تین تین دن فاقے سے رہ کر کے حاجتمندوں کی حاجت کو پوری کرنے والے۔ ایک طرف تو دوسروں کی حاجت پوری کر رہے ہیں، اپنے مفاد پر دوسرے کے مفاد کو ترجیح دے رہے ہیں اور دوسری طرف یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے۔۔۔ ہم تم سے شکر یہ کا ایک کلمہ بھی نہیں چاہتے۔ کلماتِ شکر بھی نہیں چاہتے۔۔۔ تو بتاؤ جب رسول کے گھر کا یہ مزاج ہے۔ جب اہل بیت کا یہ مزاج ہے، جب رسول کی آغوش کے پروردہ کا یہ مزاج ہے تو پھر ماننے والے کا مزاج کیا ہوگا۔ تربیت دینے والے کا مزاج کیا ہوگا؟ اللہ صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

رسول کا اُمت سے مطالبہ کیوں؟ قرآن کریم میں انبیاء کرام کی ایک بولی محفوظ ہے ﴿لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجِدْتُ إِلَّا عَلَى اللَّهِ﴾ اے لوگو! ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے، ہمیں جو کچھ لینا ہے ہم اپنے رب سے لیں گے۔

جب انبیاء کرام قوم سے کوئی بدلہ و معاوضہ نہ مانگیں تو پھر سید المرسلین کے لئے یہ بات کیسے زیب دیتی ہے کہ وہ رسول اپنے فرائض اور خدماتِ عالیہ کا بدلہ و معاوضہ طلب کریں۔ رسول کے گھر والے فرما چکے کہ ہمیں کوئی بدلہ نہیں چاہیے۔ مگر قرآن صاف لفظوں میں حکم دے رہا ہے اے محبوبِ بدلہ مانگو اُن سے اجر مانگو۔ جانتے ہو اجر کے کتے ہیں؟ اجر کام کرنے والے کا ایک حق امتیازی ہوتا ہے۔ آپ نے کوئی کام دو گھنٹے

انجام دیا، ہم نے آپ کو معاوضہ دیا۔ معاوضہ لینا جرم یا کوئی بُری بات نہیں، معاوضہ لینا کچھ شریعت اسلامیہ میں حرام، ناجائز اور ناپسندیدہ نہیں۔ لیکن اگر آپ مستحق ہونے کے بعد یہ کہیں کہ ہمیں کوئی معاوضہ بدلہ اور جزاء نہیں چاہیے تو آپ کے اعلیٰ کردار ہونے کی دلیل ہے۔ آپ کا چرچا ہوگا، آپ کی شہرت ہوگی کہ دیکھو وہ کہہ رہا ہے کہ ہمیں اپنی خدمات کا معاوضہ بدلہ نہیں چاہیے، ہمیں کوئی صلہ و جزاء نہیں چاہیے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ انسان اخلاقی قدروں کی بلندیوں پر فائز ہے، یہ انسان نہایت ہی رحیم و کریم اور بخشنے والا ہے، یہ انسان اپنے اندر مروت کا ایک بحر بیکراں رکھتا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ بدلہ مانگنے میں اتنی خوبی نہیں ہے جیسا کہ نہ مانگنے میں، بلکہ یہ کہہ دینے میں ہے کہ ہمیں کوئی اجر نہیں چاہیے۔ تو چاہیے تو یہ تھا کہ رسول سے یہ کہلایا جاتا کہ اے رسول کہہ دو ہمیں کوئی اجر نہیں چاہیے، ہمیں کوئی بدلہ نہیں چاہیے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ رسول کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ مانگو اور اپنی اُمت سے مانگو، اپنے چاہنے والوں سے مانگو، سوال کرو۔ دینے والے تو بعد میں دیں گے مگر مانگنا پہلے ہی فرض ہو گیا۔

﴿قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ (شوریٰ)

اے محبوب فرما دو کہ میں تم سے نبوت پر اُجرت نہیں مانگتا سوا قربت کی محبت کے۔ اس میں رسول کا کیا فائدہ؟ جب ہم تمام تشریحات و تفصیلات کو سامنے رکھ کر کے آپ کے سامنے خلاصہ پیش کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رسول جو بدلہ مانگ رہے ہیں اُس میں کچھ رسول کا فائدہ نہیں۔ دو گھنٹے کام کرنے والے انسان نے کہا ہمیں بدلہ نہیں چاہیے، ہم کہتے ہیں بہت اچھا انسان ہے اجر نہیں چاہتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس بدلے سے صرف اُس کی ذات کو فائدہ تھا۔ اگر وہ لے جاتا تو اُس کی ذات کو فائدہ تھا، اُس نے اس فائدہ سے اپنے کو ہٹا لیا، مگر یہاں معاملہ کچھ اور ہے کہ رسول جو اجر مانگ رہے ہیں وہ ایسا اجر ہے کہ جس میں رسول کا کوئی فائدہ نہیں ہے

بلکہ جس سے مانگ رہے ہیں اسی کا کوئی فائدہ ہے اسی کی اس میں فلاح ہے اسی کا مستقبل سنو رہا ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

اہلبیت کے لئے محبت کا اصرار کیوں؟ تمہارے مستقبل کی فیروز مندی کے لئے تمہارے مستقبل کو درخشاں کرنے کے لئے رسول کیسا پیارا انداز اختیار فرما رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں ہمیں بدلہ چاہیے۔۔۔ ایسا بدلہ نہیں جس کی ہمیں ضرورت ہے بلکہ ایسا بدلہ جس کی تمہیں ضرورت ہے۔ ہم جو بدلہ مانگتے ہیں ہمارے لئے اس کا مانگنا اس لئے ضروری ہے کہ اس میں سراسر تمہارا فائدہ ہے۔ بدلہ یہ ہے کہ تم میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ اس میں اُمت کا کیا فائدہ؟ یہ اہل بیت کی محبت پر اس قدر اصرار کیوں؟ اگر رسول کی قرابت والے (اہلبیت) عام انسانوں کی طرح ہوتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اُن کی محبت کو رسول اپنی رسالت کا اجر قرار دیں۔ اس لئے کہ آپ قرآن کے مزاج کو پہچانتے ہیں۔۔۔ وہاں قرابت پر اطاعت و اتباع کو ہمیشہ ترجیح حاصل ہے۔ جو اطاعت کرنے والے ہیں وہ اور ہیں۔ اور اطاعت و اتباع کو ہمیشہ ذاتی تعلقات پر ترجیح حاصل رہی ہے۔ قرآن کے اندر اس مفہوم کی آیت آپ کو ملے گی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقدار وہی ہیں جو اُن کی پیروی کریں۔ قرآن کے اندر یہ واقعہ ملے گا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ڈوبتے ہوئے بچے کو دیکھ کر جب یہ بات کہی تھی اللہ العالمین حیرا وعدہ سچا ہے۔ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا ﴿إِنَّهُ لَيَسِّرُ لَكَ مِنْ أَهْلِكَ﴾ اے نوح وہ تمہارے اہل سے ہی نہیں۔ میں نے اہل کو بچانے کا وعدہ کیا اور جو ڈوب رہا ہے وہ تمہارے اہل سے نہیں۔۔۔ مطلب یہ کہ وہ بہت ہی بے عمل، بدعمل اور بدکار انسان ہے وہ تمہارے اہل ہی سے نہیں۔ یہاں اہل کا ایک خاص

مفہوم متعین کیا گیا کہ دیکھو نبی کا بیٹا وہ بھی ایمان و عمل سے اگر دور ہے تو نبی کا بیٹا ہونا اُس کے کام نہیں آ سکتا۔ صرف نبی کے بیٹے ہونے سے کچھ نہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر اطاعت و اتباع کا رشتہ مضبوط نہیں ہے تو صرف ظاہری بیٹے ہونے سے کچھ نہیں۔ نالائق بیٹا، بیٹا نہیں ہوا کرتا۔۔۔ نالائق بیٹا اس لائق نہیں ہوتا کہ اس کی نسبت اس کی طرف کی جائے جس کا وہ بیٹا ہے۔ معلوم ہوا کہ اطاعت کی بڑی اہمیت ہے۔ اتباع کی بڑی اہمیت ہے۔ تو میرے رسول قرابت والوں کی محبت پر اصرار کیوں کر رہے ہیں؟ اگر رسول یہ کہتے کہ دیکھو جو میری اطاعت کرتے ہیں اُن سے محبت کرو جو میری اتباع کرتے ہیں اُن سے محبت کرو تو بات سمجھ میں آتی، مگر رسول تو اجر رسالت اُن تمام باتوں کو نہیں قرار دے رہے ہیں۔ خلفائے راشدین کی بھی اتباع کو ضروری قرار دیا، صحابہ کرام کی پیروی کو بھی ضروری قرار دیا مگر اجر رسالت کے طور پر جس چیز کو رسول مانگ رہے ہیں وہ اپنے قرابت داروں کی محبت مانگ رہے ہیں۔ اس محبت سے اُمت کو فائدہ کیا ہے؟ اس محبت میں اُمت کے لئے رکھا کیا ہے؟ محبت کے اندر ایک جذب و کشش ہوتی ہے محبت کرنے والے اس حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی عقلی استدلالی چیز نہیں ہے کہ ہم عقل و استدلال کی روشنی میں سمجھائیں کہ محبت کے جذب و کشش کا عالم کیا ہوتا ہے یہ ایک وجدانی چیز ہے، یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو محبت کرتا ہے وہی سمجھتا ہے کہ محبت کیا ہے، اسی لئے کسی کہنے والے نے کہا: فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں۔

اہل محبت کی کیفیت : محبت کا فیضان ضرور عام ہے مگر محبت کا عرفان، محبت کی معرفت، محبت کی پہچان، یہ بہت مشکل ہے۔ ایسا شخص محبت کو نہیں پہچان سکتا جو خود جذب محبت سے خالی ہو۔ یہ ایک کیفیت ہے۔ کیفیت دور سے پہچانی نہیں جاسکتی

مثال کے طور پر یوں سمجھئے یہ آگ کا شعلہ جل رہا ہے یہ آفتکدہ بھڑک رہا ہے۔ اس میں ایک انسان جل رہا ہے۔ اُس کے جلنے کی جو تکلیف ہے اُس کے جلنے کی جو کیفیت ہے کنارے رہنے والے کیسے محسوس کر سکیں گے۔ اُس کا تڑپنا ضرور دیکھیں گے اُس کی بے چینی ضرور دیکھیں گے اُس کے آواز کی پکار ضرور سنیں گے مگر جو جلن اُسے محسوس ہو رہی ہے باہر رہنے والو تم اُس کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اب وہ کہہ رہا ہے کہ حرارت کا عالم یہ ہے۔ اب اُس کے کہنے پر تمہیں ماننا ہوگا۔ نہیں مانو گے تو اُس کے انداز سے تم یہی سمجھو گے یہ کوئی دیوانہ نظر آ رہا ہے۔ اتنے سرخ سرخ خوبصورت سے انگارے اُٹھ رہے ہیں اُس میں یہ چلا رہا ہے اُس میں یہ چیخ رہا ہے اُس میں یہ تڑپ رہا ہے۔ یہاں سے دیکھو کہ یہ انگارے کتنے اچھے لگتے ہیں، کتنی اچھی لگتی ہیں یہ چنگاریاں۔۔۔ مگر پوچھو اُس سے جو اُس میں جل رہا ہو۔ تم کنارے رہ کر کے طوفان کا اندازہ نہیں کر سکتے، تم کنارے رہ کر کے آگ کی حرارت کا عرفان نہیں حاصل کر سکتے۔ یہی محبت کا معاملہ ہے جن کو محبت کی کوئی دولت نہیں ملی، محبت کا کوئی حصہ نہیں ملا، وہ اہل محبت کو کیا جانیں، وہ کیا جانیں کہ حضرت بلال حبشی کے دل میں وہ کون سی آگ روشن تھی، وہ کیا جانیں کہ صدیق اکبر کا مقام کیا تھا، وہ کیا جانیں کہ فاروق اعظم کا کیا عالم تھا، وہ کیا جانیں کہ صحابہ کرام کے عشق رسول کا عالم کیا تھا۔ اگر ہم اس دور کے انسان صحابہ کرام کو دیکھتے تو مجنون سمجھتے، دیوانہ سمجھتے، نہ جانے کیا کیا سمجھتے۔۔۔ اور اگر وہ ہم کو دیکھ لیتے تو ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے۔ اگر وہ ہمیں دیکھ لیتے تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ اُن کے پاس ہمارے لئے استعمال کرنے کے لئے کوئی لفظ بھی نہیں ہوتا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

☆☆☆☆☆

بخاری کتاب الشروط میں روایت ہے کہ مروہ بن مسعود ہارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس نے اصحاب

رسول کو فور سے دیکھا کہ جب بھی نبی کریم ﷺ تھوکتے تو وہ لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر آتا جس کو وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا۔ جب آپ کسی بات کا حکم دیتے تو اس کی فوراً قیل کی جاتی۔ جب آپ وضو فرماتے تو لوگ آپ کے مستعمل پانی کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے اور ایک دوسرے پر سہقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ ہر ایک کی گھن ہوتی کہ یہ پانی میں حاصل کر دوں۔ جب لوگ آپ کی بارگاہ میں گفتگو کرتے تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے اور غایتِ تعظیم کے باعث آپ کی طرف نظر جما کر نہ دیکھتے۔ اس کے بعد مردہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور کہنے لگا: اے میری قوم! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں حاضر ہوا مگر اللہ کی قسم! میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم۔ جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا لعاب دہن کسی نہ کسی صحابی کی پھلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ حکم دیتے ہیں تو فوراً قیل ہوتی ہے۔ جب وضو کرتے ہیں تو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ وہ لوگ ان کی بارگاہ میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور تعظیم کے باعث اپنی آنکھیں نیچی رکھتے ہیں۔ آخر یہ کون سی مقدس ہستیاں ہیں جو محبوبِ خدا تاجدارِ دارین ﷺ کے حضور اس قدر نیا زمندی کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔ یہ وہی مقدس ہستیاں ہیں جن کے ہر قول و فعل کو قرآن نے ہر مسلمان کے لئے اولین معیار قرار دیا ہے اور جن کو اپنی دائمی رضامندی کا مژدہ جاں فرمایا ہے۔

یہ صحابہ کرام ہیں۔ قرآن مجید ان کی زبان میں نازل ہوا اور ان لوگوں نے قرآن کریم کو خود صاحبِ قرآن سے پڑھا۔ ان سے زیادہ قرآن مجید کو کون سمجھ سکتا تھا؟ یہ صحابہ کرام بھی ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کی آیتِ تلاوت کرتے تھے مگر کسی ان صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر نہیں سمجھا۔ اگر صحابہ کرام حضور ﷺ کو اپنے ہی جیسا ایک بشر سمجھتے تو آپ کے لعاب دہن اور وضو کے دھون کو لوٹ لوٹ کر اپنی آنکھوں اور چہروں پر نہ ملتے اور ایسی تعظیم و تکریم نہ کرتے کہ شاہانِ عجم کے درباری بھی اپنے بادشاہوں کی ایسی تعظیم نہیں کر سکتے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

محبت کی فطرت :

محبت محتاجِ دلیل نہیں ہوا کرتی۔ محبت اپنے محبوب کے فضائل کو دلیل سے نہیں سمجھتی۔

محبت اپنے محبوب کے کمالات کے لئے برہان نہیں چاہتی۔ محبت اپنے محبوب کے مقام کو سمجھنے کے لئے حجت نہیں چاہتی۔ یہ کیسے اہل محبت ہیں جو رسول کے مقام کو سمجھنے کے لئے دلیل مانگ رہے ہیں، برہان چاہتے ہیں۔ میں یہ تو سمجھتا ہوں کہ محبت کا مزاج کچھ ایسا ہے کہ اگر عیبی محبوب ہو تو اس کے عیب کو چھپایا جاتا ہے۔ اگر کسی ہے تو اس کے کمی کو ختم کیا جاتا ہے۔ رسول کے دشمنو! ہم خوب جانتے ہیں کہ تم کو جس سے محبت ہے تم بھی اس کے عیب کو چھپاتے ہو۔ ہم جانتے ہیں محبت کی فطرت یہی ہے جو جس کا ہوتا ہے اس کو ماننے کے لئے دلیل نہیں تلاش کرتا اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وقرضی بان تصلی علیہ تو محبت کے اندر جذب و کشش ہوتی ہے۔ محبت میں یہ تڑپ ہوتی ہے کہ محبوب کی صورت سے ہماری صورت ملے، محبوب کے کردار سے ہمارا کردار ملے، محبوب کی چال سے ہماری چال ملے، محبوب کی رفتار سے ہماری رفتار ملے، محبوب کی گفتار سے ہماری گفتار ملے، کوئی دیکھے تو اسے ہمارا محبوب یاد آجائے۔۔۔ یہ مزاج ہوتا ہے محبت کا۔ تو رسول نے دیکھا اپنے اہل بیت کی رفتار کو، اپنے اہل بیت کی گفتار کو، اپنے اہل بیت کے کردار کو۔۔۔ رسول کو اپنے اہل بیت پر بڑا بھروسہ تھا اسی لئے سوچا کہ جب امت اُن کی محبت میں گرفتار ہو جائے گی تو ہم اس امت سے جو چاہتے ہیں، وہی چیز حاصل ہوگی۔ واقعی یہ امت صحیح اسلام والی امت بن جائے گی۔۔۔ لہذا رسول نے سوچا کہ اپنی امت سے صاف لفظوں میں کہہ دیا جائے کہ تم میرا اگر کچھ بھی احسان ماننے ہو تو اس کے بدلے میں مجھے یہی دو کہ میری اہلبیت سے محبت کرو۔

حسنین کو ٹرینگ (تربیت) : رسول کو علم ہے کہ یہ میری ذریات عام ذریات جیسی نہیں ہے۔ اُن کو دیکھو تو خدا یاد آئے، اُن کے پاس بیٹھو تو خدا قریب ہو جائے، اُن سے دور ہو جاؤ تو خدا سے دور ہو جاؤ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اُن کی تربیت کی ہے۔ ہم نے اُن کو آغوش میں پالا ہے۔ ہم نے اُن کو کاندھے پر

چڑھایا ہے۔ ہم نے اپنے پشت مبارک پر اُن کو تربیت دی ہے۔ سیدنا امام حسن ایک کاندھے کے اُپر ہیں اور دوسرے کاندھے پر سیدنا امام حسین ہیں۔ محبت میں رسول نے حسین کو اُپر کر لیا اور اُس کے بعد حسین ایک مطالبہ کر رہے ہیں کہ یہ اونٹوں پر بیٹھنے والے اپنے اونٹوں کی نگام پکڑے ہوئے ہیں، حضور ہمارے لئے تو کوئی نگام نہیں؟ سرکار رسالت ﷺ نے اپنے سر مبارک کے موئے مبارک کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو پکڑ لو۔۔۔ یہ صرف بچوں کو بہلانے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ رسول کا فعل ہے، یہ نبی کا کردار ہے فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یہ رسول ٹریک دے رہے ہیں، یہ رسول مشق کر رہے ہیں کہ میرے نور چشمو! اے میرے دل کے نگہداشت آج میرے موئے مبارک کو مضبوطی سے پکڑ لو، کل میری اُمت کی نگام تمہیں غامضی ہے۔ کل میری اُمت کی ہدایت کا ذریعہ تمہیں بننا ہے، میرے رسول یہ سب کچھ سیکھا رہے ہیں۔ اس پیارے واقعے کو یاد کرو میرے رسول سجدے میں ہیں، حضرت امام حسن پشت مبارک پر آئے اور آنے کے بعد رسول نے اپنے سجدے کو طویل کر دیا۔۔۔ جب حضرت حسن اتر گئے تو سر اٹھایا۔۔۔ رسول نے اس واقعے سے سیکھایا کہ اے حسن دیکھ لو مجھے تم سے محبت ہے مگر تیری محبت نے مجھے غافل نہیں بنایا، تو میری پیٹھ پر آیا تو میرا نقصان نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ کا سجدہ طویل ہو گیا، ذکر الہی اور تسبیح ربانی کی تعداد بڑھ گئی۔۔۔ معلوم یہ ہوا کہ اے بچوں سے محبت کرنے والو! اگر محبت کر دو تو ایسی کر دو کہ خدا سے غافل نہ ہو، خدا کا ذکر اور بڑھ جائے، خدا کا سجدہ اور طویل ہو جائے، تسبیح و تہلیل کی مدت اور دراز ہو جائے۔ رسول کو اپنے تربیت یافتہ پر اعتماد و بھروسہ ہے اور سمجھ رہے ہیں کہ ساری دنیا ایک طرف ہو جائے گی مگر یہ میرے مشن کو چھوڑ نہیں سکتے، یہ میرے پیغام کو نہیں چھوڑ سکتے۔۔۔ اور واقعی نہیں چھوڑا۔ حضرت غریب نواز جن کے عرس کی مقدس محفل میں ہم شریک ہو کر انوار و جلیات سے اپنے کو فیضیاب کرتے ہیں انھوں نے کیا پیاری بات کہی ہے:

شاہ است حسین بادشاہ است حسین دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد و نہ داد دست در دست یزید تھا کہ بنائے لالہ است حسین

اہلبیت کے لئے ارشادات نبوی : رسول اللہ ﷺ کی تربیت سے حضرت امام علیہ السلام لا الہ الا اللہ کی بنیاد بنے۔ اسی لئے رسول نے اجر رسالت کے طور پر اُن کی محبت کو مانگ لیا۔ رسول نے اہلبیت کی دوستی کو اپنی دوستی قرار دیا، اُن کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا، اُن کی عداوت کو اپنی عداوت قرار دیا الحسن والحسین سید الشباب اهل الجنة حسن وحسین یہ جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔۔۔ یہ میرے دونوں دُنیا کے پھول ہیں۔۔۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا میں علم کا شہر ہوں علی اس کے دروازہ ہیں یا علی حبك ایمان وبغضك نفاق اے علی تمہاری محبت ایمان ہے اور تمہارا بغض نفاق ہے احب اللہ من احب حسینا وابغض اللہ من ابغض حسینا میں نے حسین سے محبت کی اللہ نے اُس کو اپنا محبوب بنالیا اور جس نے حسین سے عداوت کی اُس نے اللہ کو اپنا دشمن بنالیا۔

یہ ساری باتیں سارے مقامات اور یہ منزل اس لئے دکھائی جا رہی ہے کہ اُن کو ماننے اور چاہنے میں ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اُن سے جب ہم محبت کریں گے تو ہدایت پر رہیں گے۔ سرکارِ رسالت ﷺ نے کیا پیاری بات کہی ہے حب علی یلکل الذنوب کما تاكل النار الحطب یعنی علی کی محبت گناہوں کو ایسا کھاتی ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

محبت کے لفظ سے الجھ کر مت رہ جانا، محبت کا دعویٰ کر کے یہ نہ سمجھ لیتا اور کہہ دینا کہ محبت کر لیں گے نماز کی کیا ضرورت ہے، روزے کی کیا ضرورت ہے، حج کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اگر تم واقعی علی سے محبت کر دو گے تو تم نماز پر بھی مجبور ہو گے، روزے پر بھی مجبور ہو گے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ اُن کی محبت ہو اور اُن کی اداؤں سے محبت نہ ہو اُن کے کردار سے محبت نہ ہو اُن کی رفتار سے محبت نہ ہو۔ لفظ محبت سے الجھنا نہیں ہے۔

محبت کی تشریحیں : محبت کے عجیب مزاج اور درجے ہوتے ہیں۔ فنا الفنا کا درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے کو محبوب کی ذات و صفات میں ایسا فنا کر دے کہ اس فنا ہونے کا

بھی عرفان نہ ہوا اپنے کو فانی کہنے کی بھی اس میں سکت نہ ہوا ایسا فنا کر دے تو یہ فنا الفنا کی منزل ہے۔ مٹ جانا اور فنا ہونا دو طرح کا ہے۔ ایک طرح کا مٹ جانا اور فنا ہونا یہ ہے کہ قطرہ دریا میں چلا گیا اور اپنے وجود کو دریا میں شامل کر لیا۔ دوسری طرح کا مٹ جانا اور فنا ہونا یہ ہے کہ قطرہ ساحل پر آ کے سر پٹک کر رہ گیا۔ یہ دو طرح کا مٹ جانا اور فنا ہونا ہے مگر دونوں کے فنا ہونے میں فرق ہے کہ وہ قطرہ جو جا کر پانی سے ملا وہ فنا ہو کر ایسا باقی ہوا کہ اب اُس کو مٹانے کے لئے پورے دریا کو مٹاؤ اور وہ قطرہ جو ساحل پر آ گیا اُس کا وجود ہی ختم ہو گیا۔ مطلب یہ ہوا کہ جب حق حق سے ملتا ہے تو فنا بھی ہوتا ہے اور باقی بھی رہتا ہے اور جب حق باطل سے ملتا ہے تو بالکل فنا ہو جاتا ہے اس کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ قطرہ قطرے سے ملا تو دریا بنا، دریا سمندر میں گیا تو سمندر ہو گیا، سارے دریا، ساری بہنے والی ندیاں، سمندر میں جا کے فنا ہو جاتی ہیں مگر فنا ہو کر بھی باقی رہتی ہیں۔ سمندر تو نہیں بنتیں مگر فنا ہو کے بھی باقی رہتی ہیں۔ ان کے فنا ہونے کا بھی کوئی ادراک نہیں ہوتا۔ تو یہ ایک ایسی وجدانی کیفیت ہے کہ اس کی تشریحات کو سمجھنا اور سمجھنا دونوں دشوار ہے۔

محبت کے لئے جو کم سے کم درجات ہیں وہ یہ ہیں کہ تم اپنے محبوب کے ساتھ زیادہ سے زیادہ سلوک کرو اور سمجھو کہ بہت کم کیا۔ اور محبوب اگر تمہارے ساتھ تھوڑا کر دے تو سمجھو بہت زیادہ کیا۔ صحابہ کرام کی زندگی کا مطالعہ کرو کہ انہوں نے اپنی زندگی کو اللہ کے رسول کے قدموں پر قربان کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اگر کسی کے لئے کوئی اچھا فقرہ استعمال کیا تو وہ اسی پر فخر کرتے رہے۔

علی ولی : سیدنا علی مرتضیٰ کے نام میں بھی بہت خوبی ہے بہت سحر اور پاکیزہ نام ہے یہ بگڑنے والا نام نہیں ہے۔ اگر نام کو بگاڑا اور بدل کر پکارے تو ولی بنتا ہے یعنی علی ولی۔ یہ اس لئے کہ رسول نے اُن کو بنادیا اور سنوار دیا ہے۔ ایک مرتبہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاک پر لیٹے ہوئے ہیں اور جسم مبارک پر خاک کا کچھ حصہ لگ گیا ہے، حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا یا ابا تراب کنیت رکھدی۔ تراب کہتے ہیں مٹی کو اور آب

کہتے ہیں باپ کو۔ اے مٹی کے باپ یا ابا تواب اے مٹی کے باپ (مٹی والے)۔ یہ کونسا اچھا نام تھا؟ یہ کونسی خوبی والی بات تھی؟ مگر سیدنا علی مرتضیٰ کو جب کوئی یا ابا تواب کہتا تھا تو وہ اتنا مسرور ہوا کرتے تھے جیسے دارین کی انہیں نعمت مل گئی ہے۔ اس لئے کہ یہ محبوب کے منہ کا ٹکڑا ہوا فقرہ ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلیوں سے محبت تھی اور وہ ایک بلی اپنی آستین میں چھپا کر جا رہے تھے حضور ﷺ نے دیکھ لیا اور فرمایا یا ابا ہریرہ۔ عربی میں ہریرہ بلی کے بچے کو کہتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اے بلیوں والے! اے بلیوں کے باپ۔۔ اتنا کہنا تھا کہ حضرت ابو ہریرہ کو یہ بات اتنی پسند آئی کہ بس وہ اپنے کو بلی جانتے رہے کہ ہم ابو ہریرہ ہیں، آپ کا نام لوگ بھول گئے اور ابو ہریرہ مشہور ہو گئے۔۔۔ تم محبوب کے ساتھ کوئی بھی سلوک کرنا سمجھو کچھ نہیں کیا اور وہ ایک فقرہ دیدے تو سمجھو کہ کائنات مل گئی اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ۔

محبت کا تقاضہ : محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ اگر محبوب کی زندگی بھر تم اطاعت و فرمانبرداری کرو تو سمجھو کچھ کیا ہی نہیں۔۔ اور اگر ایک نافرمانی ہو جائے تو سمجھو بہت کچھ ہو گیا، ایک عظیم بات ہو گئی جو نہیں ہونی چاہیے۔ یہ محبت کی علامتیں و نشانیاں ہیں نیز محبت کا یہ بھی تقاضہ ہے کہ محبوب کی موافقت اُس کی موجودگی میں بھی کریں اور جب محبوب سامنے نہ ہو تب بھی موافقت کریں۔ محبوب کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کر لو یعنی وہ جس بات کا حکم دے اُس کی اطاعت کرو اور جس کی وہ خواہش کرے اُسے ضرور کرو چاہے وہ کہے یا نہ کہے۔ محبوب کے اوپر اپنے جان و مال اپنی پوری کائنات اپنے خواطر اپنے عزائم اپنے ولی ارادے اپنی کیفیات سب کو ایسا قربان کر دو کہ سب کا مالک اُسے سمجھ لو اور سب کچھ اُس پر قربان کرنے کے بعد یہی سمجھو کہ ابھی ہم نے کچھ کیا ہی نہیں، ابھی ہم کچھ کر ہی نہیں سکے یعنی حُب اپنے محبوب کو اپنے ارادوں، اپنے عزائم،

اپنے افعال، اپنی ذات، اپنے اموال اور اپنی موجودہ حالت کا پورا مالک بنا دے اور اُن تمام کو اُس کی مرضی کے لئے وقف کر دے اور اُسی کی مرضی اور اُسی کی پسندیدہ چیزوں سے راضی رہے اُس کے بواکسی اور کی مرضی پر نظر نہ کرے۔

بعض علماء فرماتے ہیں: محبت یہ ہے کہ حُب ماسوئی المحبوب کو اپنے دل سے بالکل مٹا دے۔ یہاں تک کہ اپنی ذات کو بھی فراموش کر دے اور ظاہر ہے کہ کمال محبت کا تقاضہ یہی ہے، کیونکہ اگر دل میں محبوب کے بواکسی بھی گنجائش رہی اور دل غیر محبوب کا بھی مسکن رہا تو پھر محبت کی محبت خالص نہیں ہو سکتی اور اس میں کسی نہ کسی طرح کی ملاوٹ ضرور رہے گی جو شان محبت کے خلاف ہے۔

محبت کی تشریح کرتے ہوئے ایک عجیب پیاری بات کہی گئی ہے وہ اہل فہم حضرات کے لئے بہت ہی اونچی بات ہے کہ محبوب سے محبت کر دو تو تمہاری کیفیت یہ ہو کہ تم کو اپنے اوپر شرم آئے۔۔۔ محبوب کو اتنا عظیم، اتنا بلند، اتنا برتر سمجھو کہ اپنی محبت کی وجہ سے تمہیں شرم آئے کہ میں اتنا نیچا اور اتنا کم، اس کے باوجود اتنے اونچے اور عظیم المرتبت محبوب کو چاہتا ہوں۔۔۔ گویا میں نے محبت کر کے اپنے محبوب کی توہین کر دی۔۔۔ اس لئے کہ کہاں میں اس لائق کہ میرا وہ محبوب بنے۔۔۔ مجھے غیرت آتی ہے کہ میں اُسے اپنا محبوب کہوں، مجھے شرم آتی ہے کہ میں اُسے اپنا محبوب ظاہر کر دوں۔ الغرض محبوب کو عظیم سے عظیم سمجھو اور اپنے کو حقیر سے حقیر شمار کرو۔۔۔ یہ ہے محبت کی بات۔

عجیب محبت: حیرت کی بات یہ ہے کہ لوگ رسول سے محبت بھی کریں اور رسول کو اپنی طرح سمجھیں۔ رسول سے محبت بھی کریں اور رسول کا تصور بھی ذہن میں نہ ہو۔۔۔ حالانکہ محبت کا مزاج یہ ہے کہ محبوب کو عظیم سمجھا جائے اور اپنے کو حقیر تصور کیا جائے، پھر یہ سوچا جائے کہ ہم نے اُس کو اپنا محبوب بنا کر شان نہیں بڑھائی بلکہ ہمیں تو شرم آتی ہے کہ ہم حقیر و کمتر ہو کر اتنے اونچے اور عظیم المرتبت کو اپنا محبوب کہہ دیا، گویا یہ ایک طرح اُن کی توہین

ہوگئی کیونکہ ہم اس لائق نہیں کہ ہمارا وہ محبوب بنے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ یہ سب وجدانی کیفیات ہیں جو محبت کے جس درجے پر فائز تھا اُس نے محبت کی وہی تشریح کر دی۔ تو میرے رسول اس لئے تمہیں اپنی اہل بیت اور اپنی آل کی محبت کا پابند بنا رہے ہیں۔ اپنے آل کے فضائل اور اپنے آل کے اوصاف اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ جب تم اُن سے محبت کرو گے تو اس وقت اُن کی اطاعت کرنے پر مجبور ہو گے اور جب تم اُن کی اطاعت کرو گے تو اسلام کا جو مقصد ہے وہ حاصل ہو جائے گا۔ دیکھو کتنا بڑا کرم ہے کہ ہم اُن کی اطاعت کریں ہمارا جو اطاعت کا فریضہ ہے وہ ادا ہو خدا کا فرض ادا ہو رسول اُسے اپنا اجر قرار دیں۔۔۔ سراسر فائدہ ہمارا سراسر نفع ہمارا اور سرکار کہیں کہ تم نے ہمارا صلہ دیدیا تم نے ہمارا بدلہ دیدیا۔

محبت کی آزمائش : محبت کی آزمائش بھی ہوتی ہے۔ سنت الہیہ دیکھو کہ محبت کا جس نے جتنا بڑا دعویٰ کیا اتنی ہی بڑی آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔۔۔ اے ظلیل محبت ہے تو دیکھو آتشکدہ تیار کیا جا رہا ہے محبت ہے تو اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دو محبت ہے تو اے زکریا سر پر آرا چل جائے اُف نہ کرنا محبت ہے تو اے یحییٰ گلے پر تلوار گزر جائے اُف نہ کرنا محبت ہے تو اے نوح پتھروں سے سرتھہارے لہو لہان ہوں اُف نہ کرنا۔۔۔ الغرض محبت قربانیوں سے آزمائی جاتی ہے۔ صحابہ کرام اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر رسول کے اُوپر اپنی متاع کائنات کو لٹاتے تھے اور گردنیں کٹاتے تھے۔۔۔ یاد رہے کہ اطاعت و اتباع سے آزمائش کا پتہ چلے گا۔ جب آپ کسی سے محبت کریں اور اطاعت و اتباع و پیروی نہ کریں تو وہ نفاق سمجھا جائے گا۔ صحابہ کرام رسول کریم ﷺ سے بہت زیادہ محبت کرنے والے تھے اس لئے وہ سب سے زیادہ اطاعت کرنے والے تھے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو رسول کی محبت کا مدینہ بنادے اور ہمارے دلوں میں رسول کی محبت کو ایسی جگہ دے کہ ہم بھی اس محبت کا کچھ عرفان حاصل کر سکیں اور اس محبت کے صدقے میں ہم اطاعت و اتباع کی منزلیں طے کر سکیں۔ (۲مین)

محبت کی آزمائش بارگاہِ امام رضا میں : حضرت امام رضا کے سامنے ابوہل خراسانی بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے دوستوں کی کثرت کی بات چیت کی کہ اے امام آپ کے چاہنے والے تو بہت ہیں، آپ کے اوپر جان چھڑکنے والے تو بہت ہیں، آپ کے پر دانے بہت ہیں۔ حضرت امام رضا نے اُن کی بات سنی اور حکم دیا کہ ذرا شعلے بلند کرو، انگارے روشن کرو۔۔۔ اور جب انگارے روشن ہو گئے تو انہیں سے کہا، میں حکم دیتا ہوں کہ تم انگارے میں چلے جاؤ، وہ معذرت کرنے لگے۔ امام آپ مجھے معاف کر دیں، مجھ سے یہ نہیں ہوگا۔ حضرت امام خاموش رہے۔ اتنے میں حضرت امام رضا کے چاہنے والے حضرت ہارون کی دور سے آتے ہوئے نظر آئے اور جب وہ آئے تو حضرت امام رضا نے کہا، ہارون اس آگ میں داخل ہو جاؤ، انہوں نے پوچھا بھی نہیں کہ حضرت معاملہ کیا تھا، بات کیا ہے، حضرت امام رضا نے کہا اور وہ بے خطر آگ میں داخل ہو گئے۔ جب وہ حکم کی تعمیل میں بے خوف و خطر مسکراتے ہوئے کود پڑے تو آگ نے اُن کو کچھ نہیں کیا۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ جو داخل ہونے کا حکم دیتا ہے وہ آگ کو بجھانا بھی جانتا ہے، اس کو ٹھنڈا کرنا بھی جانتا ہے، مگر پہلے تو امتحان تمہارا ہو گیا، آزمائش تو ہو گئی۔ جہاں تک نعمتوں کے ملنے اور انعام و اکرام کی بات ہے اگر اس کے لئے محبت کرنے والوں کی لسٹ بنائی جائے تو لسٹ اتنی بڑی ہوگی کہ دو چار لاکھ بیری تیار ہو جائیں گے اور اگر یہ یقین ہو جائے کہ تمہیں خدا کی راہ میں جان و مال خرچ کرنا ہے تو پھر شاید ہی کوئی نظر آئے۔

محبت کی آزمائش میدانِ کربلا میں : محبت والے ہمیشہ آزمائے گئے، حضرت امام علیہ السلام سے محبت کرنے والوں کی جو آزمائش ہوئی ہے تاریخ نے وہ آزمائش نہ دیکھی ہوگی چشمِ کائنات نے ایسا عالم نہ دیکھا ہوگا۔ کیا تم سرزمینِ کربلا کو فراموش کر سکتے ہو؟ کیا تم عاشورہ کی رات کو فراموش کر سکتے ہو؟ محبت کرنے والوں کی کتنی بڑی آزمائش تھی۔ حضرت امام علیہ السلام مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں،

تین دن سے بھوکے اور پیاسے ہیں اور اُن کے اصحاب اور اُن کے اعوان اُن کے حضور میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت امام مشورہ دے رہے ہیں کہ ہم تمہیں اپنی بیعت سے آزاد کر رہے ہیں تم سے جھگڑا نہیں ہے تم جاؤ گے تو راستہ کھلا ہوا ملے گا ہمارے مدد کے لئے آنے والوں کے لئے راستہ بند ہے مگر ہمیں چھوڑ کر جانے والوں کے لئے راستہ کھلا ہوا ہے۔ ہم تم سے کوئی مواخذہ نہ کریں گے۔ یہ سُن کر سب خاموش رہے۔ حضرت امام نے سوچا کہ اُن کے دل میں خیال آتا ہوگا کہ جب ہم رسول کے نواسے کو چھوڑ کر جائیں تو قیامت میں رسول کو ہم منہ کیا دکھائیں گے۔ تو حضرت امام نے خود ہی فیصلہ فرما کر کے کہا کہ قیامت کی فکر مت کرنا چلے جاؤ بخشوانے کی میں ذمہ داری لیتا ہوں میں بخشواؤں گا تم چلے جاؤ۔ تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تم اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالو۔ پھر دیکھتے ہیں کہ وہ سب بدستور اپنی جگہ پر خاموش ہیں تو حضرت امام نے سوچا کہ کوئی بہانہ تلاش کیا جائے کہا کہ میرے گھر کے ایک ایک بچے کو اپنے ساتھ لے جاؤ تا کہ باہر والا جب تم سے کبھی کچھ پوچھے کہ تم امام کو چھوڑ کر کیوں چلے آئے تھے تو کہہ دینا کہ امام نے اپنے کام سے ہمیں بھیجا تھا ہم امام کو چھوڑ کر نہیں آئے بلکہ امام نے ہمیں اپنے کام سے بھیجا تھا۔ یہ سب کچھ سُن کر بھی سب خاموش رہے۔ امام سوچتے ہیں کہ چراغ جل رہا ہے روشنی ہے ہم اُن کو دیکھ رہے ہیں یہ ہمیں دیکھ رہے ہیں چراغ کو گل کر دیا جائے کہ تاریکی ہو جائے گی تو ہو سکتا ہے اندھیرے میں کوئی چلا جائے ابھی جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے حیا آتی ہے تو حضرت امام نے چراغ کو گل کر دیا اور تھوڑی دیر بعد جب چراغ دوبارہ روشن کیا تو دیکھا کہ سارے اصحاب دیے ہی بیٹھے ہوئے ہیں اور اُن کے بیٹھنے کا انداز بتا رہا ہے کہ اے امام! اگر ہم اس شمع کے پروانے ہوتے تو اُس کے گل ہوتے ہی یہاں سے چلے جاتے ہیں مگر ہم تو اس شمع امامت کے پروانے ہیں یہ شمع

جل رہی ہے اور پروانہ چلا جائے یہ پردانے کے مزاج کے خلاف ہے۔ ہم اس شیخ کو بچھنے سے پہلے ہی اپنے کو بچھا دیں گے مگر اپنی زندگی میں اس شیخ کو بچھنے نہ دیں گے۔ حضرت مسلم کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اے امام: آپ ہم سے جانے کی بات کرتے ہیں، خدا کی قسم ہم اپنے نیزوں سے اُن کا مقابلہ کریں گے اور اگر ہمارے نیزے ٹوٹ گئے تو ہم اپنی تلواروں سے اُن کا مقابلہ کریں گے اور اگر ہمارے ہاتھ میں تلواروں کا دستہ نہ رہا تو ہم پتھروں سے اُن کا مقابلہ کریں گے اور اگر میں اُس قابل بھی نہ رہا کہ پتھر چلا سکوں تو آپ کے قدم ناز پر میں اپنی جان کو قربان کر دوں گا مگر جا نہیں سکتا۔ ایک دوسرے ساتھی کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اے امام: اگر ہمیں بار بار جلایا جائے، زندہ کیا جائے، جلایا جائے، زندہ کیا جائے پھر بھی ہم آپ کی اطاعت و رفاقت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ محبت کرنے والوں کا یہ امتحان ہو رہا ہے اور آزمائش ہو رہی ہے اور یہی اُن محبت کرنے والوں نے ثابت کر دیا کہ امام کے چاہنے والے کیسے ہوتے ہیں۔ واقعی رسول نے جو اجر رسالت مانگا تھا کہ بلا والوں نے دیدیا اور اُن کی وفاداری کی مثال اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب تک اُن میں کا ایک زندہ رہا، بنی ہاشم کے دامن پر آج نہ لگ سکی۔ جب تک اُن میں کا ایک زندہ رہا تو آلِ امام اور آلِ رسول کا دامن بھیگ نہ سکا۔ جب تک اُن میں کا ایک زندہ رہا آلِ امام اور آلِ رسول پر ایک خراش تک نہ آ سکی۔ بہادروں نے رات کو جو وعدہ کیا اُسے دن میں سچ کر کے دکھا دیا۔ محبت آزمائش کے بغیر سمجھی نہیں جاسکتی۔۔۔ اے رسول کے چاہنے والو اور اے اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی محبت کرنے والو! نہ جانے کیسی کیسی آزمائشیں تمہاری ہو سکتی ہیں، نہ جانے کیسے کیسے امتحانات تمہارے ہو سکتے ہیں، ہر امتحان اور ہر آزمائش کے لئے تمہیں تیار ہونا چاہیے۔۔۔ یہ ہم جانتے ہیں کہ ہم میں کوئی حسین ابن علی نہیں، یہ ہم جانتے ہیں کہ ہم میں کوئی خالد ابن ولید نہیں،

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی ابوسعیدہ نہیں، کوئی صدیق نہیں، کوئی فاروق نہیں، کوئی عثمان نہیں۔۔۔ مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارا خدا رحیم و کریم ہے۔۔۔ اُن کے ساتھ جو امتحان کی صورت تھی وہ ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ ہمارے لئے کچھ نہیں، ہمارے لئے تو یہ پانچ وقت نماز کا پڑھنا ہی آزمائش بن گیا ہے۔ اللہ اللہ اس دور میں پانچ وقت کا نماز پڑھنا آزمائش کی بات ہوگئی :

مسجدیں مریضہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے یعنی وہ صاحب او صاف جازی نہ رہے
مسجد توحیدی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے من اپنا پرانا پانی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

اللہ تعالیٰ ذوقِ سجدہ عطا فرمائے: آج ہم سے یہ کہاں مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ پہاڑ سے چھلانگ لگا دو، ہم سے تو یہی کہا جا رہا ہے کہ فجر کی نماز کو فراموش نہ کرو، ظہر کی نماز تم پر فرض ہے، ہم سے یہی کہا جا رہا ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ (عصر) بڑی اہم ہے اُس کو نہ بھولنا، ہم سے تو صرف پانچ وقت کی نماز کی بات کی جا رہی ہے۔ ایمان والو! تم پانچ وقت کی نماز کی پابندی کر کے دیکھو حساب لگاؤ دنیا داری کے انداز سے سوچو اور پھر بتاؤ اس نماز کے پڑھنے سے تمہارا نقصان کیا ہوا، روزہ رکھنے سے تمہارا نقصان کیا ہوا، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرنے سے تمہارا کیا خسارہ ہوا، آپ دیکھیں گے تو کوئی نقصان نہیں پائیں گے اس لئے کہ جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس سے زیادہ فضولیات میں گزر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز پڑھنے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، زندہ رکھے تو مسلمان کی زندگی عطا فرمائے، موت دے تو مسلمان کی موت عطا فرمائے، ہمیں ایمان و اسلام پر ثابت قدم رکھے۔ اللہ العالمین ہمیں زندہ رکھے تو ایسی زندگی دے جو رکوع کرنے والوں کی زندگی ہو، ہمیں موت دے تو ایسی موت دے جو رکوع کرنے والوں کی موت ہو، ہمیں زندگی دے تو ایسی موت دے جو سجدہ کرنے والوں کی زندگی ہو، ہمیں موت دے تو ایسی موت

دے کہ ساجدین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، راکعین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، سالکین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، عارفین کے ساتھ ہمارا حشر ہو اور تیرے فضل و کرم سے انبیاء و مرسلین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، اولیائے مقررین کے ساتھ حشر ہو، بزرگانِ دین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، دل میں اُن کی محبت ہو، دل کے اندر اُن کی اطاعت کا جذبہ ہو۔

آج ہم بہت ساری مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے دینی، بد مذہبی، الحاد کے حملے ہیں جو ہر طرف سے ہمارے اوپر ہو رہے ہیں۔ ہم کو دل کی گہرائیوں سے دُعا کرنا چاہیے: اے خدا تعالیٰ! زمانہ کی آفتوں سے ہم تمام مسلمانوں کو بچا، آشوبِ روزگار سے تمام مسلمانوں کو بچا اور بد مذہبوں اور بے دینوں کی ریاکاریوں سے بچا اور اُن کے دامِ فریب میں جانے سے بچا۔ ہمارے کتنے ایسے بھائی ہیں جو اپنے دل میں نیک خواہشات رکھتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ اُن کی خواہشات اور اُن کی نیک تمناؤں کو پورا فرمادے، مولیٰ تعالیٰ جو بیمار ہیں اُن کو صحت کا ملہ عاجلہ عطا فرما اور جو بے اولاد ہیں اُن کی گود کو آباد فرما۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین)

هَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا هَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ هَلِّ عَلَى شَفِيعِنَا هَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ
مَنْ عَلَيْنَا رَبَّنَا إِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا أَيْدَهُ بِأَيْدِهِ آيِدَتَا بِأَحْمَدًا
أَرْسَلَهُ مُبَشِّرًا أَرْسَلَهُ مُنْجِدًا هَلِّوْا عَلَيْهِ دَائِمًا هَلِّوْا عَلَيْهِ سَرْمَدًا
هَلِّ عَلَى نَبِيِّنَا هَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے
اب کسے سیدِ پکارے تم ہمارے ہم تمہارے
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضورِ محدثِ اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ)

આપ હમરાત કા ચહીતા INDIA કા
NO.1 FREE ઇસ્લામિક SMS GROUP

ASHRAFITODAY

- ફાઇલે રસુલ (રહીઅલ્લાહી અલયહે વસલ્લમ)
- ફાઇલે હમરતે મૌલા અલી (રહીઅલ્લાહુ તઆલા અન્હો)
- ફાઇલે હમરતે ફાતેમતુઝઝોહરા (રહીઅલ્લાહુ તઆલા અન્હા)
- ફાઇલે હમરત ઇમામે હસન (રહીઅલ્લાહુ તઆલા અન્હો)
- ફાઇલે હમરત ઇમામે હુસૈન (રહીઅલ્લાહુ તઆલા અન્હો)

કુર્આન-હદીષ, બુખુર્આને-દીન કી
નરહીતે વ બેશુમાર દીની માલુમાત
અબ આપ કે મોબાઇલ પર પાઈએ
દોસ્તો ! આપ બસ ઇતના કીજીયે

અપને મોબાઇલમેં JOIN ASHRAFITODAY ટાઈપ
કરે ઓર 92195 92195 પર SMS SEND કરે.

ખુદ ભી મેમ્બર બને ઓર દુસરો કો ભી બનાયે